سوال

(218)امامت کا زیادہ مستحق کون شخص ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امامت کا زیادہ مستحق کون شخص ہے؟ اندھے اور لنگڑے کا امام بنانا درست ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بغیر کراہت کے صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ صحیح حدیثوں سے جواب دیا جائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امامت کا سب سے زیادہ وہ شخص مستحق ہے جو کتاب وسنت کا زیادہ جاننے والا اور قرآن مجید کا اچھا پڑھنے والا اور ان پر عمل کرنے والا، متقی پرہیز گار، خوش خلق، شریف اور زیادہ عمر والا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اجعلوا ئمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بین کم وبین ربکم

یعنی اپنے بہترین آدمیوں کو امام بنایا کرو کیوں کہ وہ تمہارے اور خدا کے درمیان وکیل اور تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔ (دار قطنی)

ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیو مکم خیارکم۔ (طبرانی)

یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہو تو بہترین (پرہیزگار) آدمیوں کو امام بنایا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یوم القوم اقرأھم لکتاب اللّٰہ فان کانوا فی القراۃ سوائً فاعلم بالسنة فان کانوا فی السنة سواء فاقدم ھم سنًا۔

یعنی امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد ہو اور اگر قرآن مجید کے پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ حق دار ہے۔ جو سنت سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو اور اگر کتاب وسنت میں سب برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ مستحق ہے جو سب سے پہلے ہجرت کر کے آیا ہو، اور اگر ان سب باتوں میںسب برابر ہوں تو سب سے زیادہ عمر والا ہے علی الترتیب۔ (رواہ مسلم ونیل الاوطار ص ۱۵۷، جلد ۳)

جواب(۲) :...اگراندھے میں مذکورہ باتیں سب موجودہیں اور طہارت و صفائی کا محتاط ہے تو اندھے کو امام بنایا جاسکتا ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم اور عتبان ابن مالک امام بن کر نماز پڑھایا کرتے تھے اور یہ دونوں نابینا تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

ان النبی ﷺ استخلف ابن ام مکتومٍ علی المدینۃ مرتین یصلی بھم وھو اعمی۔ (احمد ابوداؤد)

حضرت محمود ابن ربیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان عتبان بن مالک کان یؤم قومہ وھو اعمی۔ الیٰ اخرہٖ (بخاری) ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اندھے کو امام بنانا درست ہے۔ ''وہو اعمی'' کے تحت امام شوکانی نیل الاوطار ص ۱۶۱ جلد ۳ میں فرماتے ہیں :

فیہ جواز امامۃ الاعمی وقد صرح ابو اسحاق المروزی والغزالی بان امامۃ الاعمی افضل من امام البصیر لانہ اکثر خشوعًا من البصیر لمافی البصیر شغل القلب المبصرات۔

جواب(۳) :...اگراندھے میں استحقاق امامت کی حسب بیان حدیث مذکور علی الترتیب تمام باتیں پائی جاتی ہیں اور وہ ارکان صلوٰۃ بمقدار فرض ادا کرلیتا ہو تو اس کی امامت درست ہے اور مقتدیوں کی نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ کیوں کہ فطری و قدرتی طور پر معذور ہے۔ قرآن مجید میں ہے : لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرجٌ (نور) مجبوری کے حالات میں امام جالس کے پیچھے اقتداء درست ہے تو اعرج (لنگڑے) کے پیچھے بھی اقتداء درست ہوگی۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک میں موچ آگئی تھی جس سے آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور آپ نے فرمایا صلوا کما رأیتمونی اصلی (بخاری) یعنی جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو تم بھی اسی طرح پڑھ لیا کرو۔

اگر یہ اعرج بعض جسمانی کمزوریوں کی وجہ سے اپنی کہنیوں کو سجدہ کی حالت میں سہارا لینے کے لیے آپ نے گھٹنوں سے ملا دیتا ہے۔ تب بھی نماز درست ہو جاتی ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے : استعینوا بالرکب۔ (ترمذی) واللہ اعلم بالصواب مولانا عبدالسلام بستوی دہلی اخبار اہل حدیث دہلی۔ (یکم جولائی ۱۹۵۹ ئ)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 04 ص 291